القول البدیع فی اھمیة الحدیث الشفیع

جنابِ رسولِ شفیع صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی اہمیت کے بارے میں خوبصورت کلام



فردین احمد خان رضوی

النجم اسلامک میڈیا

القول البدیع فی اھمیة الحدیث الشفیع

جناب رسولِ شفیع صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی اہمیت کے بارے میں خوبصورت کلام

فردین احمد خان رضوی

النجم اسلامک میڈیا

Hijri date : Shaban 1441
Gregorian date : April 2020
Book name : al-Qaul ul-Badee
Author: Fardeen Ahmad Khan Razvi
Publisher : An Najm Islamic Media (India)

--------------------Details---

An Najm Islamic Media is working tirelessly day in and day out to spread the true and blessed teachings of Imam Ahmad Rida Khan Qadri Barelvi (Allah is pleased with him). Which are ultimately the teachings of the Qur'an and the Beloved Prophet (may Allah bless him and grant him peace). We provide people with Islamic literature and tell to abstain from what can harm them.

An Najm Islamic Media is active on
* Facebook * Instagram *Youtube *archive.org
Reach out to us to know more :-
Feel free to call us on :
8527632019 & ***9837777689***

ہو نہ یہ پھول پو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو،

چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو،

یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو،

بزم توحید دنیا میں بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو،

خیمۂ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے

نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

-اقبال

مقدمہ

از: مصلح قوم وملت، صاحب تصانیف جلیلہ، عزیزم **مولانا حسان رضا راعینی** صاحب قبلہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ بات ہر دیندار مسلمان پر عیاں ہے کہ احکام شریعت کا پہلا سرچشمہ قرآن مجید ہے یہ وہ واحد کتاب ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خود خدائے تعالی نے لیا ہے اس کے بارے میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر ،)

بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں

لیکن جس طرح قرآن عظیم کے احکام پر ایمان لانا اور ان پر عمل پیرا ہونا لازم و ضروری ہے اسی طرح حدیث کے احکام پر ایمان لانا اور عمل پیرا ہونا لازم وضروری ہے اور اس کا ثبوت ہمیں قرآن مجید سے ملتا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ (النساء ،)

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔

اور فرماتا ہے:

مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (النسا، ۰)

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

اور فرماتا ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ(الحشر ،۷)

اور جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

مذکورہ بالا آیات کی رو سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننا یہ دراصل اللہ ہی کا حکم ماننا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حلال کردہ چیز اللہ ہی کی حلال کردہ ہے آپ نے جسے حرام فرما دیا وہ دراصل اللہ کے حکم کے تحت ہی حرام ہے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کوئی بات نہیں فرماتے آپ وہی فرماتے ہیں جو رضائے الہی ہوتا ہے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىؕ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰىۙ (النجم،۳/۴)

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ ہمیں قرآن کے ہوتے ہوئے حدیث رسول کی حاجت نہیں تو وہ صرف حدیث رسول کا انکار نہیں کر رہا بلکہ قرآن مجید کا انکار کر رہا ہے قرآن پر ایمان کا دعویٰ محض دعویٰ بلا دلیل ہوگا کیونکہ قرآن مجید میں اکثر امور مجمل ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے شارح حقیقی ہیں اگر کوئی قرآن کے امور کو سمجھنا چاہتا ہے تو اسے حدیث پاک کو سامنے رکھ کر سمجھنا ہو گا

اسی لیے عارف باللہ امام عبدالوہاب شعرانی (المتوفی ۹۷۳ ھ) میزان الکبریٰ میں فرماتے ہیں:

تأمل يا أخي لولا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما فصل بشريعته ما أجمل في القرآن لبقي القرآن على إجماله

برادرم! غور کر اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شریعت سے قرآن عظیم کے مجمل امور کی تفصیل نہ فرماتے تو قرآن کریم یوں ہی مجمل رہ جاتا۔

بعض لوگوں نے اہل قرآن ہونے کا دعوی کیا جس میں ایک نام عبداللہ چکرالوی کا بھی آتا ہے جو چکرالہ ضلع میانوالی پنجاب میں پیدا ہوا خیر یہ بحث کافی طویل ہے اب ہم حدیث کے موضوع پر بات کریں گے حدیث کیا ہے اور اس کی اقسام:

حدیث کا لغوی معنی

ضد القديم ، يستعمل في قليل الكلام (شرح نخبة الفكر للقاری، ص- ۱۵۳)

حدیث قدیم کی ضد ہے اور یہ مختصر کلام پر بولا جاتا ہے۔

حدیث کی اصطلاحی اور شرعی تعریف

الحديث في اصطلاح جمهور المحدثين يطلق على قول النبي صلى الله عليه وسلم تصريحا و حكما و على فعله و تقريره و معنى التقرير هو ما فعل بحضوره صلى الله عليه وسلم ولم ينكره عليه أو تلفظ به أحد من الصحابة بمحضر نبي صلى الله عليه وسلم ولم ينكره ولم ينهه عن ذالك بل سكت و قرر (النخبة النبهانية ، ص-۱۵)

جمہور محدثین کی اصطلاح میں حدیث کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو وہ صراحتاً ہو یا حکما اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر کو تقریر کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کوئی کام کیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع نہیں فرمایا یا صحابہ رضی اللہ عنھم میں سے کسی نے کوئی بات کہی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رد نہیں کیا بلکہ خاموش رہے اور عملاً اسے ثابت فرما دیا۔

و کذالك يطلق الحديث على قول الصحابي فعله و تقريره و الصحابي هو من اجتمع بالنبي صلى الله عليه وسلم مؤمنا و مات على الإسلام (النخبة النبهانية ص-١٩ ،مقدمة في أصول الحديث ص-٣٢)

اور اسی طرح حدیث کا لفظ بولا جاتا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کے قول و فعل اور ان کی تقریر پر بھی اور صحابہ کہتے ہیں اس محترم ہستی کو جسے بحالت ایمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی اور ایمان پر ہی خاتمہ ہوا۔

پھر فرماتے ہیں:

و کذالك يطلق الحديث على قول التابعين و فعلهم و تقريرهم و التابعي هو من لقي الصحابي و كان مؤمنا بالنبي صلى الله عليه وسلم و مات على الإسلام (النخبة النبهانية ، ص-٢١)

اسی طرح حدیث کا لفظ بولا جاتا ہے تابعین کے قول و فعل اور ان کی تقریر پر بھی اور تابعی کہتے ہیں اس معظم ہستی کو جس نے بحالت مان کی صحابی سے ملاقات کی اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا۔

حدیث کی کم و بیش گیارہ اعتبار سے تقسیمات کی گئی ہیں لیکن اس کی بنیادی قسمیں تین ہیں جس کو بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ما انتهى إلى النبي صلى الله عليه وسلم يقال له "المرفوع"

ما انتهى إلى الصحابي يقال له "الموقوف"

ما انتهى إلى التابعي يقال له "المقطوع" (مقدمة فی أصول الحديث ، ص-٣٢/٣٣)

١-جس حدیث کا سلسلہ روایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہوتا ہے اسے "حدیث مرفوع" کہتے ہیں۔

٢-جس حدیث کا سلسلہ روایت کسی صحابی تک منتہی ہوتا ہے اسے "حدیث موقوف" کہتے ہیں۔

٣-جس حدیث کا سلسلہ روایت کسی تابعی تک منتہی ہوتا ہے اسے "حدیث مقطوع" کہتے ہیں۔

حدیث مرفوع کی مثال

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (صحيح البخاري، كتاب الإيمان)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کی اولاد ،ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

حدیث موقوف کی مثال

قال علی بن أبي طالب: لا خیر فی عبادة لا علم فیھا (تاريخ الخلفاء)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس عبادت میں کوئی خیر نہیں جس میں علم نہ ہو۔

حدیث مقطوع کی مثال

قال حسن بصری (تابعي) : الصبر کنز من کنوز الجنة (تفسير الحسن البصري)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

حدیث کے بقیہ اعتبار سے تقسیم کی گئی ہے طوالت کے خوف سے اجمالاً بیان کرتا ہوں

۱- اسناد کی تعداد کے اعتبار سے حدیث کی چار قسمیں ہیں

۱)متواتر ۲)مشہور ۳)عزیز ۴)غریب

۲- سند کے غریب ہونے کے لحاظ سے حدیث غریب کی دو قسمیں ہیں

۱) فرد مطلق ۲)فرد نسبی

۳- دو راویوں کے الفاظ حدیث موافق ہونے کے اعتبار سے فرد نسبی کی تین قسمیں ہیں

۱) متابع ۲)متابع ۳) شاہد

۴-دو راویوں کے الفاظ حدیث مختلف ہونے کے لحاظ سے حدیث کی چار قسمیں ہیں

۱) محفوظ ۲)شاذ ۳)معروف ۴)منکر

۵- سند کے قوی اور ضعیف ہونے کے لحاظ سے حدیث کی دو قسمیں ہیں

۱) مقبول ۲)مردود

۶-فرق مراتب (راوی کی صفات) کے لحاظ سے حدیث مقبول کی چار قسمیں ہے

۱) صحیح لذاتہ ۲) صحیح لغیرہ۔۳) حسن لذاتہ ۴) حسن لغیرہ

۷-باعتبار عمل (معمول بہ ہونے اور نہ ہونے کے لحاظ سے) حدیث کی چار قسمیں ہیں

۱) محکم ۲)مختلف الحدیث ۳) ناسخ ۴)منسوخ

۸-درمیان سند سے راوی کے ساقط ہونے کے لحاظ سے حدیث مردود کی چھ قسمیں ہیں

۱) معلق ۲)مرسل ۳)معضل ۴) منقطع ۵) مدلس ۶) مرسل خفی

۹-راوی کی عدالت میں طعن کے لحاظ سے حدیث مردود کی چار قسمیں ہیں

۱) موضوع ۲) متروک ۳) منکر ۴)معلل

۱۰- راوی کے حفظ و ضبط میں طعن کے اعتبار سے حدیث مردود کی سات قسمیں ہیں

۱)مدرج السند ۲)مدرج المتن ۳) مقلوب ۴) مزید فی متصل الاسانید ۵) مضترب ۶) مصحف ۷)محرف

ہم نے شروع میں جو بنیادی اعتبار سے تقسیم کی تھی اس میں حدیث قدسی بھی شامل ہے۔

حدیث قدسی:

ایسی حدیث جو ذات قدسی یعنی اللہ تبارک و تعالی کی طرف منسوب ہو اس حدیث کو حدیث قدسی کہا جاتا ہے۔

حدیث قدسی کی مثال

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے

من عادی لي ولياً فقد آذنته بالحرب (صحيح البخاری)

جس نے میرے کسی ولی سے عداوت کی میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔

یہ تھی مختصر تشریح تشریح حدیث اور اس کی اقسام کی زیر نظر کتاب "**القول البديع فی أهمية الحديث الشفيع**" میں منکرین حدیث کا رد بلیغ کیا گیا ہے اور حدیث پاک کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے، برادرم "**جناب فردین احمد خان رضوی**" کی یہ تالیف عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سود مند ثابت ہوگی اللہ سے دعا ہے کہ موصوف کے اس کار خیر کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

احقر محمد حسان رضا راعینی

ساکن موضع ہرائےپور ، پیلی بھیت شریف

۱۹ شعبان المعظم، ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۴ اپریل **۲۰۲۰** بروز منگل

ابتدائیہ

الحمد للہ رب العالمین و العاقبۃ للمتقین و صلی اللہ تعالی علی النبي الأمین من ھو شفیع المذنبین علیہ و آلہ وصحبہ أجمل صلوۃ و أکمل التسلیم أما بعد فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ

صدق اللہ العظیم

عزیزانِ گرامی قدر! اسلامی عقائد و معاملات کے ماخذ اور رشد و ہدایت کے اہم منبع و مرجع قرآن مجید فرقان حمید اور حدیث رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور شریعت میں حدیث بھی اسی طرح حجت ہے جس طرح قرآن مجید ہے- یعنی شرع میں دونوں کو بلند مقام حاصل ہے- اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن و احادیث دونوں ہی واجب الاِعتقاد و العمل ہونے کے لحاظ سے مساوی درجہ رکھتے ہیں-

مگر آج حالات کی ستم ظریفی دیکھیں کہ في الوقت اپنے آپ کو مسلم کہلانے والے ایسے لوگ بھی روئے زمین پر موجود ہیں جو حدیث کے قابل حجت ہونے کے منکر ہیں- (**نعوذ باللہ من ذلك**) اور ان کا کہنا ہے کہ صرف قرآن ہی قابل التفات ہے اور حدیث کی کچھ اہمیت نہیں- اس قسم کے شقی لوگ ہر شعبہ حیات میں موجود ہیں، کالج و یونیورسٹی کے پروفیسرز، قوم کے نام نہاد ملحد دانشور، سیاست دان اور

زمانے سے ہٹ کر چلنے کے متمنی آزاد خیال طالب علم- اسی قسم کے ایک دماغی توازن سے ہاتھ دھو چکے شنیع پروفیسر کی تحریر فقیر کی نظر سے گزری- یوں تو اس طرح کی طفلانہ طرزِ استدلال سے لکھی گئی تحریر قطعاً قابل التفات نہیں تھی مگر چوں کہ ہمارے علمِ دین سے نابلد طلبہ ہر چمکتی چیز کو سونا سمجھ لیتے ہیں، مجھے یہ محسوس ہوا کہ کیوں نہ اس گستاخِ حدیث کی دھجیاں بکھیر دی جائیں جس سے اہل حق کے چہرے کھل جائیں اور کفر و ضلالت کے بادل پھٹ جائیں اور تمام لوگوں پر آقائے نام دار مدنی تاج دار دونوں عالم کے مالک و مختار سید ابرار و اختیار ہم غریبوں کے غمگسار جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر انوار کی اہمیت آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہو جائے اور تمام شکوک و شبہات دور ہو جائیں- اسی جذبہ کے تحت فقیر اپنے قلم کو اٹھاتا ہے، و باﷲ التوفیق۔

-فردین احمد خان رضوی

اطاعتِ مصطفٰی علیہ التحیۃ و الثناء کی اہمیت قرآن سے

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں جابجا اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا ہے- کہیں پر یہ فرمایا کہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے، کہیں فرمایا کہ اگر اللہ سے محبت کا دعویٰ ہے تو رسول کی اطاعت کرو، کہیں اللہ و رسول کی اطاعت نہ کرنے پر سخت وعیدیں نازل فرمائیں، کہیں رسول کی اطاعت نہ کرنے پر جہنم کے عذاب سے ڈرایا گیا- یہ تمام باتیں آفتاب نیم روز کی طرح اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر دین پر عمل ناممکن ہے اور آپ کے قول کی اہمیت واضح ہوتی ہے- دلائل ملاحظہ ہوں :

- سورۃ النساء آیت نمبر 80

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا

- سورۃ النساء آیت نمبر 64

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے

- سورۃ النور آیت نمبر 51

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

ترجمہ: مسلمانوں کی بات تو یہی ہے جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے کہ عرض کریں ہم نے سنا اور حکم مانا او ریہی لوگ مراد کو پہنچے،

- سورۃ النساء آیت نمبر 65

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

ترجمہ: تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

اللہ اکبر! کیا شان رفیع ہے اطاعت رسول کی، یہاں تک کہ اللہ نے آپ کے پکارنے کو اپنا پکارنا فرمایا:

- سورۃ الانفال آیت نمبر 24

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ

ترجمہ:اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لیے بلائیں۔

اور دوزخی جہنم میں حسرت سے یوں کہیں گے:

- سورۃ الاٗحزاب آیت نمبر 66

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۞

ترجمہ: جس دن ان کے منہ الٹ الٹ کر آگ میں تلے جائیں گے کہتے ہوں گے ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا

اور یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ہر حکم **واجب العمل** ہے اسی طرح رسول کی بھی ہر بات **واجب الإعتقاد و العمل** ہے اور جو اللہ و رسول کے مابین تفریق کرنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں ان کے بارے میں قرآن نے کس شان جلالت سے بیان کیا:

- سورۃ النساء آیت نمبر 150

وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۞ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۞

ترجمہ: اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں اور کہتے ہیں ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے اور چاہتے ہیں کہ ایمان و کفر کے بیچ میں کوئی راہ نکال لیں| یہی ہیں ٹھیک کافر اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے،

ایک اہم سوال:

مذکورہ بالا آیات مبارکہ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کتنی اہم اور دین کی بنیادی ضرورت ہے، مگر اب ان منکرین حدیث، سراپا خبیث لوگوں سے پوچھا جائے کہ قرآن کا فیصلہ تو یہ ہے کہ رسول کی اطاعت واجب ہے لیکن اگر تمہارے نزدیک حدیث کی کوئی اہمیت نہیں تو بتاؤ کہ اطاعت رسول کیونکر ممکن ہے؟ اور تمام امت کے پاس احادیث مبارکہ کے سوا کون سا ایسا ذخیرہ ہے جہاں اسے بالتفصیل سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل معرفت حاصل ہو؟ اور جو تم نے یہ غلیظ عقیدہ گڑھ لیا ہے کہ صرف قرآن ہی واجب العمل ہے تو بتاؤ اطاعت رسول جو اسی قرآن میں جابجا مذکور ہے اس کا کیا مطلب ہوا؟ ان تمام سوالات کے جواب تمہارے ذمہ۔

احکامات میں حدیث کے بغیر عمل ناممکن

یہاں ایک اور بات واضح رہے کہ قرآن نے بعض احکامات کو اجمالاً بیان فرمایا ہے جن کی تفصیل احادیث میں موجود ہے اور بعض وہ چیزیں ہیں جو اسلام کا حصہ ہیں مگر قرآن میں صراحت کے ساتھ ان کا ذکر نہیں، ملاحظہ فرمائیں:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو نماز کا حکم فرمایا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

- سورۃ النساء آیت نمبر 103

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۞

ترجمہ: تو حسب دستور نماز قائم کرو بیشک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے

یہ ارشاد ہوا کہ نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور اس کی ادائیگی کے بغیر وہ اس فرض سے سبکدوش نہ ہوں گے، مگر کیا کہیں نماز کے طریقے کا بھی ذکر ہے؟ اور کیا کہیں صریح طور پر فرائض و واجبات و سنن و مستحبات کا بھی ذکر ہے؟ اور اگر نہیں ہے تو منکرین حدیث بتائیں کہ وہ نماز کس طرح ادا کر سکتے ہیں بغیر حدیث کا سہارا لئے!

اسی طرح اللہ نے حجِ بیت اللہ کا حکم فرمایا، ارشاد ہوا:

- سورۃ آل عمران آیت نمبر 97

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ

ترجمہ: اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے

یہاں یہ تو ذکر ہوا کہ صاحب استطاعت پر حج فرض ہے، مگر کیا منکرینِ حدیث یہ بھی بتا پائیں گے کہ حج کی مکمل تفصیل کس آیت میں مذکور ہے؟ اور اگر اس حکم کی تفصیل بھی اللہ نے اپنے محبوب کی زبانی ہم غلاموں تک پہنچائی ہے بشکلِ حدیث، تو حدیث کو شک کی نگاہ سے دیکھنے والے جہلاء کس طور پر حج ادا کرتے ہیں؟

وہ احکامات جن کا ذکر صراحت کے ساتھ قرآن میں نہیں:

1) **آذان،** دنیا بھر میں کہی جانے والی اور صدیوں سے اسلام کی پہچان مانی جانے والی اذان کا ذکر بھی صراحت کے ساتھ قرآن میں نہیں بلکہ اس کے کلمات بھی ہم تک بذریعہ حدیث ہی پہنچے ہیں۔

2) **نماز جنازہ،** ممکن ہے کہ منکرین حدیث اپنے فوت شدہ افراد کو نظر آتش کرتے ہوں کیونکہ اس اہم دینی فریضے کا ذکر بھی صراحت کے ساتھ قرآن میں موجود نہیں، یہ حدیث ہی کی رہنمائی ہے کہ ہمیں اپنے مردوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے اس بات کا شعور ہمیں حاصل ہوا۔

3) **جمعہ اور اسی طرح عیدین میں دیئے جانے والے خطبات** کا بھی صراحت کے ساتھ قرآن میں کوئی حکم نہیں نہ ہی ان کے الفاظ کا بالترتیب ذکر، لیکن شان یہ کہ ان کے بنا یہ اہم فرائض پورے نہ ہو سکیں۔ان تمام مثالوں سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام میں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایک بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے، جس کا انکار خود اسلام کی بنیادوں کو منہدم کرنے کے مترادف ہے۔

ذاتِ صحابہ نجومِ ہدایت

حضورِ اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ عادل و منصف ہیں- اور تمام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے جنت کا مژدہ جاں فزا حاصل ہے- مگر افسوس کی بات ہے کہ جن سیاہ بختوں کے دل میں قولِ رسول کی عظمت نہیں ہے ان سے صحابہ کے بارے میں سوائے اس کے اور کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ ان کی اعلیٰ بارگاہوں میں بھی گستاخ ہوں- اور قدیم مستشرقین مثلاً گولڈزیہر کی روش پر چلتے ہوئے اسی پروفیسر نے حدیث کو مجروح قرار دینے کے لئے صحابہ کی شان میں بیباکیاں کی ہیں- پہلے تو میں احادیث سے یہ ثابت کروں گا کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین عادل و منصف اور ہدایت کے اونچے منارے ہیں- دلائل کو چشم عبرت سے ملاحظہ فرمائیں:

قرآن کریم میں جابجا اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب بیان کئے گئے ہیں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

- سورۃ التوبۃ آیت نمبر 100

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۞

ترجمہ:اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔

- سورۃ الفتح آیت نمبر 29

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۚ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــٴَـهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں، اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے، ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت توریت میں ہے، اور ان کی صفت انجیل میں جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں، اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا۔

- ابن عبد البر نے "جامع البيان العلم و الفضله" میں روایت کیا ہے حضرت جابر رضي الله عنه سے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اصحابي كالنجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم

ترجمہ: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے

- خطیب بغدادی نے"الكفاية في العلم الرواية" میں، امام بیہقی نے "مدخل" میں اور امام دیلمی نے حضرت ابن عباس رضي الله عنه سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إن أصحابي بمنزلة النجوم في السماء ، فأيها أخذتم به اهتديتم ، و اختلاف أصحابي لكم رحمة

ترجمہ: بلا شبہ میرے صحابہ آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں، تو ان میں سے جس کسی کی پیروی اختیار کرو گے ہدایت کو پا جاؤ گے، اور میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے-

- امام احمد نے بسند حسن حضرت ابن مسعود رضي الله عنه سے روایت فرمایا ہے کہ

" إن الله نظر في قلوب العباد فوجد قلب محمد صلى الله عليه وسلم خير قلوب العباد فاصطفاه لنفسه فابتعثه برسالته ، ثم نظر في قلوب العباد بعد قلب محمد فوجد قلوبَ أصحابِهِ خيرَ قلوبِ العبادِ فجعلهم وزراءَ نبيهِ يُقاتِلون على دينه "

ترجمہ: اللہ نے اپنے بندوں کے قلوب پر نظر کی تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اطہر تمام قلوب سے بہتر تھا اور اللہ نے انہیں چن لیا اور رسالت عطا فرما کر مبعوث فرمایا پھر اللہ نے اپنے بندوں کے قلوب پر نظر ڈالی حضور کے بعد تو صحابہ کے قلوب بہترین تھے تو اللّٰہ نے انہیں اپنے نبی کے وزرا اور نائب منتخب فرمایا جو اس کے دین کی خاطر جان کی بازی لگائیں میدان جہاد میں-

- امام بخاری و مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں حضرت ابن مسعود رضي اللہ عنہ سے روایت فرمایا:

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : خير الناس قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں سب سے اچھے میرے وقت کے لوگ ہیں(یعنی صحابہ) ، پھر ان کے بعد والے(تابعین) ، پھر ان کے بعد والے،(تبع تابعین)۔

صحت احادیث پر شبہات کا ازالہ

جو زبان زیرِ بحث پروفیسر نے حدیث کی کلی صحت کے بارے میں استعمال کی ہے کہ وہ صرف صحابہ کی گڑھی ہوئیں ہیں (معاذ اللہ) یہ محرر کی اپنی زبان نہیں بلکہ برسوں پہلے ان کے آبا و اجداد مستشرقین اسی طرح کے شبہات اٹھا چکے ہیں اور انہیں علما نے دندان شکن جوابات بھی دئے ہیں- مذکورہ بالا سطور میں ہم یہ واضح کر چکے کہ صحابہ کی عدالت پر کسی طرح کا کوئی اعتراض ممکن نہیں- یہاں پر ہم اس بات کا جواب دیتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک وقت سے ہی حدیث کو لکھنے کا رواج شروع ہو چکا تھا- یہاں تک کہ صحابہ کے پاس خود احادیث کے ذخیرے موجود تھے- دلائل ملاحظہ ہوں:

1) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضي اللہ عنہ حضور کی احادیث لکھ لیا کرتے تھے اور آپ کے پاس ایک لکھا ہوا مجموعہ تھا جس کا نام آپ نے صادقہ رکھا- (بخاری، طبقات ابن سعد)

2) حضرت انس احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھوانے کا اہتمام کرتے تھے اور آپ کے پاس ایک مجموعہ حدیث کا موجود تھا- (بخاری، تفسیر العلم)

3) حضرت ابن مسعود رضي اللہ عنہ حدیث لکھوا لیتے تھے اور آپ کے مجموعہ حدیث کو آپ کے صاحبزادے دیکھتے تھے- (جامع البیان العلم)

4) خود حضرت ابو ہریرہ رضي اللہ عنہ کے پاس کثیر تعداد میں احادیث لکھی ہوئی موجود تھیں، اور آپ بھی حدیث کو لکھوانے کا اہتمام کرتے تھے- (فتح الباری شرح صحیح البخاری)

5) حضرت سعد بن عبادہ نے ایک ذخیرہ جمع فرمایا تھا کتابی شکل میں، جس کا نام آپ نے کتاب سعد بن عبادہ رکھا، یہ کئی پشتو تک آپ کے خاندان میں رہا- (مسند امام احمد بن حنبل)

6) خود حضور اکرم شاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے وقت ایک یمنی صحابی ابو شاہ کے لئے احکامات کو قلم بند کرنے کا حکم فرمایا- (بخاری، ابو داؤد)

7) حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجموعہ مسائل زکوٰۃ کا جمع کروایا تھا جس کا نام کتاب الصدقہ تھا اور حضرت ابو بکر صدیق رضي اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اسی کے مطابق زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم فرمایا-(ابو داؤد)

8) طبقات ابن سعد سے پتا چلتا ہے کہ معاہدے بھی قلم بند کروائے جاتے تھے جس کی مثال صلح ہدیبیہ میں دیکھنے کو ملتی ہے- (طبقات ابن سعد، ابن حبان)

9) حضرت علی رضي اللہ عنہ کو خود حضور شہنشاہ مدینہ نے چند احکامات لکھوا کر دئے تھے- (بخاری)

10) حضرت معاویہ رضي اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ رضي اللہ عنہ سے بذریعہ خط احادیث منگوائی جو انہوں نے لکھ کر بھیجیں- (بخاری)

اسی طرح ہر زمانے اور ہر عہد میں حدیث کو لکھنے کا اہتمام کیا جاتا تھا یہاں تک کہ وہ باقاعدہ کتابی شکل میں ہم تک پہنچ گئیں-

محدثین کا کمالِ احتیاط

مستشرقین چونکہ علم حدیث اور فن جرح و تعدیل سے نابلد ہیں اس لئے انہیں لگتا ہے کہ محدثین کسی بھی زید و عمرو کو پکڑ لیتے اور اس سے حدیث روایت کر لیتے تھے، حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے- حدیث کی روایت میں محدثین اس قدر محتاط تھے کہ وہ پہلے راوی کے بارے میں پوری معلومات حاصل کرتے تھے، کہیں یہ فاسق تو نہیں، کبھی کسی کو دھوکہ تو نہیں دیا، کسی سے قرض لیکر فرار تو نہیں ہوا، اس کا حافظہ قوی ہے کہ نہیں، کہیں حدیث میں اپنے الفاظ تو نہیں ملاتا، کہیں حدیث گڑھتا تو نہیں ہے، یہ فرائض و واجبات میں کیسا ہے لوگوں سے معاملات میں کیسا ہے، یہ تمام باتیں جب صحیح نکلتیں اور پورا پورا اطمینان ہو جاتا کہ یہ راوی ثقہ ہے تب کہیں جا کر محدث اسے اپنے کتاب میں جگہ دیتا تھا- محدثین اور راویان حدیث کے حالات اگر پڑھیں جائیں تو بیجا اعتراض کرنے والوں کو معلوم ہو کہ وہ لوگ کتنے خدا کا خوف رکھنے والے اور ہر ہر کام میں عدل و انصاف کو ملحوظ رکھنے والے تھے- یہ آج کل کے بددیانت اور بدعنوان لوگ نہیں تھے کہ اپنے مفاد کے لئے کچھ بھی دین میں ملا دیں- ان کے سامنے ہمیشہ یہ حدیث رہتی تھی، جسے امام ترمذی نے اپنی جامع میں نقل کیا ہے: "**مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ**" کہ حضور سرور عالم جانب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "**جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ کی نسبت کی تو وہ جہنم میں اپنا ٹھکانا بنالے**"

بھلا پھر کیسے ممکن ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنا جان مال قربان کرنے والے صحابہ جو جنتی و عادل و نجوم ہدایت ہیں وہ اپنے محبوب سے ایسی بیوفائی کریں کہ ان کی طرف جھوٹ کی نسبت کریں اور بھی محض سیاسی اغراض کی خاطر! (**نعوذ باﷲ**) یہ سراسر غلط ہے، اور ایسی غلیظ فکر صرف

ایک خنزیر کھانے والے مستشرق کے پراگندہ ذہن میں پنپ سکتی ہے۔ مگر طرفہ تماشا دیکھیں کہ اپنے آپ کو مسلم کہلوانے والے لوگ جیسے کہ زیرِ بحث آسیب زدہ پروفیسر، یہ بھی اپنے آپ کو ان کی نا خلف اولاد ثابت نہیں کرنا چاہتے، بلکہ اپنے آبا و اجداد کی طرز پر چلتے ہوئے انہوں نے بھی ایسے شرافت سے گرے ہوئے خیالات کو سینے سے لگا رکھا ہے۔



خلاصہ کلام

تمام گفتگو کا الحاصل یہ ہے کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کا اسلام میں بہت بلند مقام ہے اور بلا شبہ آپ کا کلام حق ہے کہ آپ کی زبان اقدس کو بارگاہ ذوالجلال سے ہمیشہ حق گو ہونے کی سند حاصل ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

- سورۃ النجم آیت نمبر 3، 4

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى ۝

ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے،

وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے

اور احکامات میں بیشک حدیث ایک اہم ستون ہے جس کے بغیر عمارت اسلام کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

امت مسلمہ کو تنبیہ:

لہذا ہمیش چاہیے کہ اپنا تعلق علمائے اہل سنت سے بنائیں رکھیں اور اس طرح کے مجنون قسم کے لوگوں کی بڑبڑاہٹ کو قطعاً التفات سے نہ نوازیں، اس خبیث پروفیسر کو بھی جان لینا چاہیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار اب بھی دنیا میں باقی ہیں جو کسی کو ہرگز اپنے آقا و مولیٰ کی شان میں ادنیٰ

گستاخی کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے- اسی کے ساتھ مستشرقین کے بھی کئی اعتراضات هَبَآءً مُّنْبَثًّا ہو گئے اور ان شاء اللہ قیامت تک یوں ہی ذلت و رسوائی کا سامنا کرتے رہیں گے-

اسی پر یہ فقیرِ قادری اپنی گفتگو ختم کرتا ہے، وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے حبیب حضور رحمت عالم، تاج دار مدینہ، سرور کائنات، جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہم سب کو صحیح تعلیمات اسلام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے-

آمین یارب العالمین بجاہ النبي الأمين عليه أجمل الصلوة و أكمل التسليم

16 شعبان المعظم 1441ھ، بمطابق 11 اپریل، 2020

سگِ بارگاہِ تاجُ الشریعہ علیہ الرحمۃ

فردین احمد خان رضوی

الساکن پیلی بھیت شریف، یو. پی.، انڈیا

النجم اسلامک میڈیا